بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

Edition : June 2026

ترجمان

HRD – IMA Kuwait

جالية مسلمي الهند - الكويت
Indian Muslim Association-Kuwait

Editor and compiler
Syed Aijaz Ahmed

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

فہرستِ مضامین

مضمون	مصنف	صفحہ نمبر
اداریہ	سید اعجاز احمد	2
ناظمِ اعلیٰ کے کلمات فکرِ اسلامی، آگاہی اور لائحۂ عمل	جناب محمد عمر فلاحی قاسمی	4
قرآنی فہم کا پیغام اور تحریکِ اسلامی	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	8
ایچ آر ڈی، آئی ایم اے کویت: نئے جہتیں، نیا سفر	داؤد حسن فلاحی	17
کتاب "دینِ حق" سے اسائنمنٹس	HRD Members	19
اسائنمنٹس پر ایچ آر ڈی اراکین کے تاثرات و جوابات	HRD Members	20
روڈ میپ	سید اعجاز احمد	32

اداریہ

پیش لفظ

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا۔"

(سورۃ المائدہ: 3)

محترم قارئین!

الحمد للہ رب العالمین، ہم اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے بے حد شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں اپنے دین کو صحیح طور پر سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی سربلندی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ یہ محض اس کا فضل و کرم ہے کہ ہم اس عظیم مقصد کی تیاری اور جدوجہد میں مصروفِ عمل ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں میں اخلاص، ہمارے اعمال میں قبولیت اور ہمارے قدموں کو صراطِ مستقیم پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔ آمین۔

عزیز رفقائے کرام

ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جو ہم سے پہلے سے کہیں زیادہ فکری پختگی، دینی بصیرت، استقامت اور مستقل مزاجی کا تقاضا کرتا ہے۔ دینِ حق کی دعوت اور اقامت کی جدوجہد اسی وقت مؤثر ثابت ہو سکتی ہے جب اس کی بنیاد مضبوط فکر، صحیح شعور، گہری علمی بصیرت اور منظم لائحۂ عمل پر استوار ہو۔ اس عظیم مشن کی آبیاری کے لیے ہمیں اپنے وقت، صلاحیتوں اور توانائیوں کو پوری یکسوئی کے ساتھ وقف کرنا ہوگا اور اس جدوجہد کو دل و جان سے آگے بڑھانا ہوگا۔

تیز تر گامزن، منزلِ ما دور نیست

اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے، آئی ایم اے کویت نے "فکری آگاہی اور لائحۂ عمل" کے عنوان سے ایک جامع تربیتی سلسلہ ترتیب دیا ہے۔ زیرِ نظر خصوصی شمارہ اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس ایڈیشن میں فکری آگاہی کے مختلف موضوعات کو ایک منظم نصاب اور عملی لائحۂ عمل کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، جس کی تیاری میں پوری ٹیم نے بھرپور محنت اور خلوص کے ساتھ حصہ لیا ہے۔ اس شمارے کی ایک نمایاں خصوصیت ناظمِ اعلیٰ، آئی ایم اے کویت* کے بصیرت افروز کلمات ہیں، جن میں فکری آگاہی، دینی شعور اور آئندہ کے لائحۂ عمل کے حوالے سے نہایت اہم رہنما نکات پیش کیے گئے ہیں۔ یقیناً یہ رہنمائی ہماری فکر کو جِلا بخشے گی، ہمارے عزم کو مضبوط کرے گی اور اس دعوتی و تنظیمی سفر میں ہمارے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔

اس کے علاوہ بانیِ تحریک *مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ* کے فکر انگیز مضمون "قرآنی فہم کا پیغام اور تحریکِ اسلامی" کو بھی شامل کیا گیا ہے، جو قرآن فہمی، اقامتِ دین اور تحریکِ اسلامی کے بنیادی تقاضوں کو نہایت مؤثر انداز میں واضح کرتا ہے اور قاری کی فکری تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اسی طرح برادر داؤد حسن نے "آئی ایم اے کویت: نئی جہتیں، نیا سفر" کے عنوان سے، اس کی نئی سمتوں، اہداف اور آئندہ کی ترجیحات پر جامع روشنی ڈالی ہے، جو اس تربیتی سفر کا ایک مفید اور جامع خلاصہ پیش کرتی ہے۔

مزید برآں، اس شمارے میں ایچ آر ڈی اراکین کے اسائنمنٹس، ان کے علمی و فکری جوابات، منتخب تحریریں، مربیانِ کرام کی رہنمائی اور آئندہ کے عملی منصوبۂ عمل () کو بھی شامل کیا گیا ہے، تاکہ قارئین کو نہ صرف نظری رہنمائی حاصل ہو بلکہ وہ عملی میدان میں بھی واضح سمت اور رہنمائی پا سکیں۔

ہمیں امید ہے کہ یہ خصوصی شمارہ فکری تربیت، دینی شعور، تنظیمی استحکام اور عملی تیاری کے حوالے سے ایک موثر ذریعہ ثابت ہوگا اور قارئین کو اپنی ذات، اپنے خاندان، اپنے معاشرے اور اقامتِ دین کی جدوجہد میں مزید مؤثر کردار ادا کرنے کی ترغیب دے گا۔

آخر میں بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس معمولی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے دینِ اسلام کی خدمت اور بندگانِ خدا کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے، ہماری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور ہمیں اخلاص، حکمت، استقامت اور مزید خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

وما توفيقي إلا بالله، عليه توكلت وإليه أُنيب۔

والسلام

سید اعجاز احمد

ناظمِ اعلیٰ کے کلمات

فکرِ اسلامی آگہی اور لائحہ عمل

تمہید

اسلام ایک ایسا آفاقی دین ہے جو انسان کی انفرادی، اجتماعی، اخلاقی، روحانی اور سیاسی زندگی کے ہر پہلو کی رہنمائی کرتا ہے۔ موجودہ دور میں فکری انتشار، مادہ پرستی، مغربی تہذیب کے غلبے، اور فرقہ واریت نے امتِ مسلمہ کو فکری بحران میں مبتلا کر دیا ہے۔ ایسے حالات میں **"فکرِ اسلامی"** کی تجدید اور اسلامی آگہی کی بیداری وقت کی اہم ضرورت ہے۔

اسلامی تحریک کی فکر اور اس کے لائحہ عمل کا تجزیہ کرتے ہوئے ہمیں سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہیکہ اسلام ایک مکمل دین ہے جس کی بنیاد حق، عدل اور توحید پر ہے۔ اس دین کا مقابلہ تاریخ میں ہمیشہ جہالت یعنی اندھیروں، جبر، ظلم اور طغیان سے ہوتا آیا ہے۔

اسلامی تحریک کا بنیادی مقصد اسلام کی حقیقی تعلیمات کو عوام تک پہنچانا اور انہیں جہالت اور مغالطوں سے نجات دلانا ہے۔ تحریک اسلامی کی فکر کا مرکزی نکتہ یہی ہے کہ اسلام ایک مکمل اور جامع ضابطہ حیات ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے نازل کیا، جوعلم، اخلاق، عبادات، سماجی انصاف اور سیاست تک ہر میدان میں رہنمائی کرتا ہے۔

اسلام اور جہالت کا واضح فرق

جہالت کا مطلب ہے اندھیروں میں رہنا، علم کی کمی، غلط عقائد اور برائیوں میں ملوث ہونا۔ تاریخ میں اسلام نے اس جہالت کو ختم کرنے کے لیے قرآن حق کی روشنی بکھیری۔ اسلام نے انسان کو عقل و شعور کی بلندی دی، اس نے توحید کی بنیاد پر اللہ کی عبادت کو مرکزی حیثیت دی اور شرک و بدعت کو ختم کیا۔ اسلام کا نظام جہالت کے برعکس تھا کیونکہ وہ انسانوں کو نہ صرف دنیاوی زندگی بلکہ آخرت کی کامیابی کے لیے بھی مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اسلام اور جہالت کی اصطلاحات کا جب ہم موازنہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جہالت صرف علم کی کمی یا تعلیمی فقدان نہیں بلکہ ایک معاشرتی، اخلاقی اور فکری اندھیرا ہے۔ جہالت میں لوگ غلط عقائد، شرک، ظلم، بدعت اور تعصبات کا شکار ہوتے ہیں۔ اسلام کے سامنے یہ صورت حال اس لیے کھڑی ہوئی کیونکہ اسلام نے لوگوں کو اللہ کی وحدانیت (توحید) اور انسانی حقوق کی حفاظت کی دعوت دی۔

اللہ کا دین ایک ہی رہا

اللہ کا دین ہمیشہ ایک رہا ہے، جو بنی آدم کی ہدایت کے لیے ہر دور میں نازل ہوتا رہا۔ لیکن انسانوں کے فہم، روایت، زمان و مکاں کے اثرات سے انسان اپنے دین کو مختلف شکلوں میں دیکھنے لگے حالانکہ اللہ کے دین کی بنیادی تعلیمات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی—توحید، نماز، زکات، روزہ اور حج کی حیثیت وہی ہے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام ایک کھلی کتاب کی طرح ہے جو ہر سطح پر انسان کی رہنمائی کرتا ہے:

علم و حکمت میں: اسلام نے عقل کو فوقیت دی، اور اندھی تقلید کو غلط قرار دیا۔

اخلاق و کردار میں: اسلام نے عدل، انصاف، محبت، اور بھائی چارے کو فروغ دیا۔

عبادات میں: اسلام نے بندگی کو اللہ کی رحمت اور قربت کا ذریعہ بنایا، نہ کہ رسم و رواج کی پابندی۔

سماجی نظام میں: اسلام نے امتیاز ختم کیا اور طبقاتی نظام کو مسترد کیا۔

اس طرح اللہ کا دین ایک ہی رہا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دین کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔ دین کی بنیادی تعلیمات قرآنی آیات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی صورت میں محفوظ ہیں۔ اگرچہ تاریخی اور جغرافیائی فرق کی وجہ سے مسلمانوں نے دین کی تشریحات اور اطلاق میں مختلف طریقے اپنائے، لیکن اصل دین ہمیشہ وہی رہا:

توحید: اللہ کی وحدانیت کا قوی یقین۔

عبادات: نماز، روزہ، زکات، حج کے فرائض۔

اخلاقیات: امانت، عدل، رواداری، اور خیرات۔

دین کی یہ بنیادی تعلیمات کبھی نہیں بدلی، یہ اللہ کی طرف سے انسانیت کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔

دین میں رونما ہونے والی تبدیلیاں اور ان کے اثرات

دیکھنے میں آیا ہے کہ انسانوں نے اسلام کے بنیادی اصولوں کو بعض اوقات سیاسی، سماجی یا ذاتی مفادات کے لیے توڑ مروڑ کر پیش کیا۔ اس کے نتیجے میں دین کو مذہب کی صورت دے دی گئی جہاں علم الٰہی کے بجائے روایت، تقلید اور فرقہ بندی نے جگہ لے لی۔ اس سے اسلام کی سادگی اور جامعیت متاثر ہوئی اور لوگوں میں ایک دوسرے سے دوری اور الجھن پیدا ہوئی کیونکہ وقت کے ساتھ کچھ تبدیلیاں اور پیش رفت اس بات کا باعث بنی کہ دین کو مکتبہ فکر یا فرقوں کی صورت دے دی گئی۔ ہمارے نزدیک اس کے چند اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

سیاسی مفادات: کچھ افراد نے دین کو اپنی حکومت اور طاقت کو مستحکم کرنے کے لیے استعمال کیا۔

تعصبات و فرقہ بازی: مذہب کے نام پر فرقہ بندی اور تعصب نے دین کی اصل واقعیات کو متاثر کیا۔

علمی کمی: لوگ دین سے جڑے مسائل کو گہرائی سے نہ سمجھ کر محض رسم و رواج کی پیروی کرنے لگے۔

اس کے نتیجے میں مسلمانوں میں آپس میں اختلافات بڑھے، دین کی سادگی اور وحدت متاثر ہوئی اور بندے اور رب کے درمیان حقیقی تعلق کمزور پڑ گیا۔

آج کے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ دین کو اس کی اصل روح یعنی قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھیں اور اس سے جوڑیں۔

فکرِ اسلامی کا مفہوم

فکرِ اسلامی سے مراد وہ شعوری اور فکری نظام ہے جو قرآن و سنت کی بنیاد پر انسان کو زندگی گزارنے کا صحیح راستہ دکھاتا ہے۔ یہ فکر انسان کو اللہ کی بندگی، عدل و انصاف، انسانی مساوات، اخلاقی پاکیزگی اور اجتماعی ذمہ داری کی تعلیم دیتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ-اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی جو ہر چیز کو کھول کر بیان کرنے والی ہے"۔ سورۃ النحل: 89

اسلامی آگہی کی اہمیت

اسلامی آگہی صرف مذہبی معلومات کا نام نہیں بلکہ شعور، ذمہ داری اور عمل کا نام ہے۔ جب مسلمان اپنے دین کو سمجھتے ہیں تو ان میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے، اخلاقی کردار مضبوط ہوتا
"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" - پڑھو اپنے رب کے نام سے :ہے، ظلم کے خلاف آواز بلند ہوتی ہے اور امت میں اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے سب سے پہلے علم کی دعوت دی
جس نے پیدا کیا"۔ سورۃ العلق 1 - یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی بیداری کی بنیاد علم ہے۔

موجودہ دور کے فکری چیلنجز

آج امت مسلمہ کو کئی فکری خطرات کا سامنا ہے ان میں بعض اہم فکری چیلنجز مندرجہ ذیل ہیں۔

1. مغربی تہذیبی یلغار

مغربی فکر نے اسلامی اقدار کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے، جس سے نوجوان نسل دین سے دور ہو رہی ہے۔

2. فرقہ واریت

مسلمان مختلف مسالک اور گروہوں میں تقسیم ہو کر اپنی اجتماعی قوت کھو بیٹھے ہیں۔

3. سوشل میڈیا کا منفی استعمال

غلط معلومات، مذہبی انتہا پسندی، اور نفرت انگیز مواد نوجوانوں کی سوچ کو متاثر کر رہا ہے۔

4. دینی و دنیاوی تعلیم میں تقسیم

مسلمانوں میں ایسا نظامِ تعلیم پیدا ہوگیا ہے جہاں دین اور دنیا الگ الگ سمجھے جاتے ہیں، حالانکہ اسلام دونوں کو ساتھ لے کر چلنے کی تعلیم دیتا ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں اصلاحِ امت

"إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۗ" بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ :اسلامی تحریک کی اصل بنیاد اصلاحِ امت ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا
بدلے۔ سورۃ الرعد: 11

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے"۔ صحیح بخاری۔

یہ آیت اور حدیث اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ اصلاح کا آغاز علم، تربیت اور کردار سازی سے ہوتا ہے۔

تحریک اسلامی کی فکر کی خصوصیات

:تحریک اسلامی نے دین کی حقیقی روح کو جگانے اور عوام میں شعور و آگہی بڑھانے کو اپنا مشن بنایا ہے۔ اس تحریک کی فکر کی چند کلیدی خصوصیات یہ ہیں

قرآن و سنت کی پیروی: ہر عمل اور نظریے کی بنیاد اللہ کے کلام اور رسول کی سنت پر رکھی جاتی ہے۔

سماجی اصلاح: معاشرتی برائیوں، جہالت، اور ناانصافی کے خلاف سرگرم عمل۔

تعلیمی پروگرام: لوگوں کو دین کی صحیح تعلیم پہنچانے کے لیے مدارس، سیمینار، اور لیکچرز کا انتظام۔

سیاسی شعور: مسلمانوں کو اپنے سیاسی حقوق کا شعور دلانا تاکہ وہ اپنی اجتماعی طاقت کو محسوس کر سکیں۔

اخوت و وحدت: فرقہ واریت کا خاتمہ اور مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے کو فروغ دینا۔

لائحہ عمل

:تحریک اسلامی کا لائحہ عمل ہر دور کے تقاضوں کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے تاکہ دین کا اصل پیغام عوام تک پہنچ سکے

تعلیمی اقدامات: دینی اور دنیاوی تعلیم کو ساتھ لے کر چلنا۔ دین کی درست تعلیم دینا تاکہ عام لوگ اسلام کی حقیقی تصویر سمجھ سکیں۔

تبلیغ و دعوت: جدید ذرائع جیسے میڈیا، سوشل نیٹ ورک، اور کارآمد وسائل کا بھرپور استعمال۔

نصیحت اور اصلاح: افراد اور معاشرے کی اصلاح کے لیے عملی کوششیں کرنا۔

عملی نمونہ: اپنی زندگیوں میں دین کی تعلیمات کو نافذ کر کے دوسروں کے لیے مثال قائم کرنا۔

احساس ذمہ داری: ہر فرد کو معاشرتی اور دینی فریضہ سمجھنا اور اس کی ادائیگی میں مصروف رہنا۔

رواداری اور اتحاد: مسلمانوں کو الگ مکتب فکر میں تقسیم ہونے کے بجائے وحدت کی طرف بلانا۔

شور و غوغا سے بچاؤ: مذہبی معاملات میں سنجیدگی اور تحمل کا مظاہرہ، جو غلط فہمیوں کا باعث نہ بنے۔

سماجی اور سیاسی شعور: دین کے اصولوں کے مطابق سماجی انصاف اور سیاسی حقوق کے لیے جدوجہد کرنا۔

خلاصہ کلام یہ کہ اسلامی فکر کی اصل اساس اللہ کے دین کی پاکیزہ تعلیمات کو سمجھنا اور انہیں زندگی میں نافذ کرنا ہے۔ جہالت کی تاریکیوں کو دور کرنے کے لیے آگہی اور اصلاح ضروری ہے۔ تحریک اسلامی عوام کو دین کی اصل حقیقت سے روشناس کراتی ہے تاکہ مسلمان اپنے دین کو مکتب یا فرقہ کی حد تک محدود نہ رکھیں بلکہ اس کی جامع تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں نافذ کر کے ایک مضبوط، متحد اور پرامن معاشرہ تشکیل دیں۔ اس طرح تحریک اسلامی چاہتی ہے کہ مسلمان دین کو سیاسی، سماجی اور اخلاقی ضابطہ کے طور پر اپنائیں تاکہ معاشرہ عدل، مساوات، اور بھائی چارے کی فضا میں ترقی کرے۔

محمد عمر فلاحی – کویت 2 جون 2026

فکرِ اسلامی:

قرآنی فہم کا پیغام اور تحریکِ اسلامی

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (۱۹۰۳ء - ۱۹۷۹ء) ہمارے دور کی ایک عہد آفریں اور عہد ساز شخصیت تھے۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عنایت کی کہ انھوں نے اس کے بخشے ہوئے قلم سے ان گنت دلوں میں ہل چل مچائی' ذہنوں کو مسخر کیا' زندگیوں کا رخ بدلا' انھیں اللہ کی راہ پر لگایا' اور یوں اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کی شہادت اور اقامت کے لیے جہاد کی ایک تحریک برپا کر دی۔ ساتھ ہی ساتھ' انھوں نے نصف صدی کے لگ بھگ اللہ کی دی ہوئی قوت کو ہر رمق لگا کر اس تحریک کو' مرحلہ بہ مرحلہ' ایسی زبردست مجاہدانہ عزیمت اور حکیمانہ بصیرت کے ساتھ چلایا کہ موجودہ دور میں غلبہ دین کے کام کے لیے راستے کھل گئے' اور چلنے والوں کے لیے راہ نمائی کا بیش بہا سامان فراہم ہو گیا۔

آج دنیا میں شاید ہی کوئی مقام ایسا ہو گا جہاں غلبہ اسلام کے لیے جدوجہد ہو رہی ہو اور اس میں سید مودودیؒ کے افکار و عمل کے نقوش اور خوشبو موجود نہ ہوں۔

دعوت وہی' اسلوب نیا

ان کے قلم' ان کے افکار' ان کے عمل اور ان کی آواز میں اس بے پناہ زور و قوت اور حیرت انگیز اثر آفرینی کا راز کیا ہے؟ یہ اور صرف یہ' کہ وہ پیغام قرآنی کے ترجمان تھے' جس کی تعلیم رب رحمٰن نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے انسان کو دی ہے! نہ ان کا پیغام نیا تھا' نہ ان کی فکر' نہ ان کی تحریک۔ جو بات نئی تھی' جس نے ان کی ترجمانی

قرآن کو دور حاضر کے لیے مطابق حال اور اثر انگیز بنا دیا' وہ یہ تھی کہ انھوں نے قرآن کی تعلیمات کے اصل معانی کو زندہ کیا' ان میں نئے سرے سے روح پھونکی' ان کو کل کی زبان کے ساتھ آج کی زبان کے جام میں بھی پیش کیا۔

دین اور زندگی میں انھیں وہی مقام دیا جو قرآن نے دیا تھا اور جس سے وہ ہٹ چکی تھی' روز مرہ کی چلتی پھرتی زندگی کے ساتھ' پوری کی پوری زندگی کے ساتھ ان کا وہ تعلق قائم کیا جو قرآن کو مطلوب تھا اور جو کٹ چکا تھا' اور ان کے درمیان باہم' وہ ربط و تناسب بحال کیا جو قرآن نے قائم کیا تھا اور جو درہم برہم ہو چکا تھا۔ یہی دراصل ان کا سب سے بڑا فکری کارنامہ ہے۔ اسی کا نام احیائے اسلام ہے۔

وہ خود کہتے ہیں:

ہم اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں' کہ اسلام کی ان تمام اصطلاحات میں پھر وہی معنی پیدا کریں جو فی الاصل ان کے اندر پنہاں تھے' اور کلمہ اسلام کے ماننے اور بولنے والے' اسے اس کے پورے معنی کے ساتھ نہ صرف مانیں اور بولیں' بلکہ اپنی پوری زندگی میں اسی شعور کا اظہار کریں۔ (روداد جماعت اسلامی' ح ۳' ص ۱۰۱)

فکر مودودی" نہیں' فکر اسلام

چونکہ ان کی فکر کوئی نئی فکر نہ تھی' عین ترجمان قرآن تھی' اس لیے انھوں نے انتہائی شدت کے ساتھ اس بات کا اہتمام کیا کہ ان کے افکار و آرا پر "فکر مودودی" کی چھاپ نہ لگے' ان کے گرد "فکر مودودی" کے نام سے کوئی مسلک نہ بننے پائے' ان کی تحریک امت مسلمہ میں "مودودی جماعت یا فرقہ" بن کر نہ رہ جائے اور ان کی جماعت میں شامل ہونے والا کوئی شخص قرآن و سنت کے ماسوا کسی کو' بشمول ان کے' معیار حق ماننے کا پابند نہ ہو۔

۱۹۴۱ء میں جماعت کے بنتے ہی انھوں نے شد و مد کے ساتھ تاکید کی:

ارکان جماعت کو میں خداوند برتر کا واسطہ دے کر ہدایت کرتا ہوں، کہ کوئی شخص فقہی کلامی مسائل میں میرے اقوال کو دوسروں کے سامنے حجت کے طور پر پیش نہ کرے۔ اسی طرح میرے ذاتی عمل کو بھی--- (روداد جماعت اسلامی ح ۱، ص ۳۴)

اس ہدایت کی مزید وضاحت انھوں نے ایک سائل کو جواب دیتے ہوئے کی:

جماعت اسلامی میں شامل ہونے یا شامل نہ رہنے کے لیے میری تحریروں سے اتفاق ہرگز ضروری نہیں ہے۔ یہ بات میں نے اسی روز کہہ دی تھی جس روز جماعت اسلامی کی تشکیل ہوئی تھی (ترجمان القرآن، ستمبر ۱۹۷۶ء، رسائل و مسائل، ح ۵، ص ۸۸)

پھر کسی بھی قسم کی غلط فہمی کے ہر امکان کو ختم کرنے کے لیے انھوں نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیا:

میں--- واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے نہ کسی دینی منصب کا دعویٰ کیا ہے، نہ اپنی ذات کی طرف دعوت دی ہے۔ اس لیے سرے سے میرے کوئی "معتقدین" ہیں ہی نہیں۔ میں اور میرے ساتھی سب اللہ اور اس کے رسولؐ کے معتقدین ہیں، اور ہمارا تعلق صرف راہ خدا میں ہم سفری کا ہے (ترجمان القرآن ستمبر ۱۹۵۵ء، رسائل و مسائل، ح ۴، ص ۲۹۷)۔

اپنے نام پر کسی فکری و فقہی مسلک قائم نہ ہونے دینے کے لیے ان کا اہتمام بالکل بجا [ہے]، مگر اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ سید مودودیؒ کی فکری خدمات ملت اسلامیہ کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان سب کا احاطہ تو ممکن نہیں، لیکن جو خدمات بنیادی نوعیت کی ہیں، انھیں ہم یہاں اجاگر کرنا چاہتے ہیں۔

اسلامی فکر کا احیا

ان کی سب سے بڑی خدمت، اسلام کا فکری احیا ہے۔ اس کی قدر و قیمت سمجھنا ہو تو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اس وقت مسلمانوں کے ہاتھوں اسلام کیا بن چکا تھا۔ وہ خود ۱۹۳۸ میں پٹھان کوٹ میں ان پڑھ دیہاتیوں کے سامنے ایک بڑی عام فہم تمثیل کے ذریعے صورت حال کی بڑی جامع اور موثر تصویر کشی کرتے ہیں:

یہ گھنٹا [گھڑیال - وال کلاک] جو آپ کے سامنے لٹک رہا ہے--- اس میں بہت سے پرزے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ جب اس کو کوک [چابی] دی جاتی ہے تو سب پرزے اپنا اپنا کام شروع کر دیتے ہیں--- اگر آپ اسے کوک نہ دیں تو یہ وقت نہیں بتائے گا۔ اگر آپ کوک دیں، لیکن اس قاعدے کے مطابق نہ دیں جو کوک دینے کے لیے مقرر کیا گیا ہے، تو یہ بند ہو جائے گا، یا چلے گا بھی تو صحیح وقت نہ بتائے گا۔ اگر آپ اس کے بعض پرزے نکال ڈالیں اور پھر کوک دیں، تو اس کوک سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اگر آپ اس کے بعض پرزوں کو نکال کر اس کی جگہ سنگر مشین کے پرزے لگا دیں اور پھر کوک دیں، تو یہ نہ وقت بتائے گا نہ کپڑا ہی سیے گا۔ اگر آپ اس کے سارے پرزے اس کے اندر ہی رہنے دیں لیکن ان کو کھول کر ایک دوسرے سے الگ کر دیں، تو کوک دینے سے کوئی پرزہ بھی حرکت نہ کرے گا--- اسلام کو اس گھنٹے پر قیاس کر لیجیے [دین کے عقاید و اخلاق کے اصول اور دنیا کی ہر چیز کے حقوق سے لے کر حکومت کرنے کے قوانین تک] یہ سب اسلام کے پرزے ہیں، اور ان کو گھڑی کے پرزوں کی طرح ایک ایسی ترتیب سے ایک دوسرے کے ساتھ کسا گیا ہے کہ جونہی اس میں کوک دی جائے--- دنیا پر خدائی قانون کا تسلط--- مسلسل ظاہر ہونا شروع ہو جائے---

[لیکن اب] سارے پیچ ڈھیلے ہو گئے اور پرزہ پرزہ الگ ہو کر بکھر گیا--- آپ نے اس گھڑی کے بھٹ سے پرزے نکال ڈالے اور ان کی جگہ--- کوئی صاحب سنگر مشین کا پرزہ پسند کر کے لے آئے، کسی صاحب کو آٹا پیسنے کی چکی کا کوئی پرزہ پسند آگیا تو وہ اسے اٹھالائے--- اب آپ مسلمان بھی ہیں اور بینک سے سودی کاروبار بھی چل رہا ہے--- کفر کی وفادارانہ خدمت بھی ہو رہی ہے--- غرض کوئی غیر اسلامی چیز ایسی نہیں رہی جسے ہمارے بھائی مسلمانوں نے لالا کر اسلام کی اس گھڑی کے فریم میں ٹھونس نہ دیا ہو۔

یہ سب حرکتیں کرنے کے بعد اب آپ چاہتے ہیں کہ کوک دینے سے یہ گھڑی چلے--- کاش، میں آپ کی ہاں میں ہاں ملا سکتا، مگر میں کیا کروں--- [جس حالت میں آپ اس وقت ہیں] عمر بھر کوک دیتے رہیے، گھڑی نہ چلتی ہے نہ چلے گی۔ (خطبات، طبع اگست ۱۹۷۸ء، ص ۱۷۱ تا ۱۷۹)

توحید کی دعوت، منفرد انداز

سید مودودیؒ نے فکر کی سطح پر باہر سے لا کر ٹھونسے ہوئے پرزوں کو نکال باہر کیا، جن پرزوں کو، مثلاً معاملات، سیاست، جہاد وغیرہ کو مسلمانوں نے ذہنی اور عملی طور پر دین سے باہر کر دیا تھا، انھیں دوبارہ فٹ کیا۔ ہر پرزے کو، مثلاً ظاہر و باطن اور اصول و فرع کو صحیح ترتیب سے صحیح مقام پر بحال کیا، خصوصاً اس کوک کو جو سارے گھنٹے کو چلاتی ہے، یعنی ایمان کو، اور جن پرزوں کا ربط ٹوٹ گیا تھا، مثلاً ایمان اور عمل کا، ان کو دوبارہ جوڑا۔ اس ضمن میں:

۱۔ سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر، انھوں نے ایمان حقیقی کی بازیافت کی، جو اللہ کے نزدیک قابل قبول ہو، اس کی جنت میں لے جائے، اور دنیا میں غلبہ و سربلندی اور

خلافت ارضی کا مستحق بنائے۔ یہی ان کی زندگی بھر کی کوششوں کا محور تھا' اس لیے کہ یہی پیغام قرآنی کا خلاصہ ہے:

یایھا الذین امنوا آمنوا باللّٰہ ورسولہ والکتٰب الذی نزل علٰی رسولہ والکتٰب الذی انزل من قبل (النساء ۴:۱۳۶)

اے ایمان لانے والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کر چکا ہے (النساء ۴:۱۳۶)۔

انھوں نے موروثی اور رسمی ایمان کو' جس کا ربط زندگی سے کٹ چکا تھا' یا جسے زندگی کے کونے کھدرے میں رکھ دیا گیا تھا' ایک دفعہ پھر زندگی' پوری کی پوری زندگی کا' مرکز بنا دیا' ایسا مرکز جس کے دائرے سے ایک انچ زندگی بھی باہر نہیں رہ سکتی' ورنہ وہ کفر کے مترادف ہو گی۔

ایمان کا مفہوم

انھوں نے ایمان کے عوض پوری ذات اور زندگی کا سودا چکانا سکھایا' ایسا سودا جس میں جان و مال کی ہر رمق اللہ کے ہاتھ بک جاتی ہے:

[ایمان] کا اقرار کرنے کے بعد تمھیں یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ جان میری ہے' جسم میرا ہے' مال میرا ہے' فلاں چیز میری ہے اور فلاں چیز میری ہے۔ دوسرے کو مالک کہنا' اور پھر اس کی چیز کو اپنی قرار دینا' بالکل ایک لغو بات ہے۔۔۔ تم اپنے ان ہاتھوں اور پاؤں کو بھی اس کی پسند کے خلاف ہلانے کا حق نہیں رکھتے۔ تم ان آنکھوں سے بھی اس کی مرضی کے خلاف دیکھنے کا کام نہیں کر سکتے۔ تم کو اس پیٹ میں بھی کوئی ایسی چیز ڈالنے کا حق نہیں ہے' جو اس کی مرضی کے خلاف ہو۔

تمہیں ان زمینوں اور ان جائیدادوں پر بھی مالک کی منشا کے خلاف کوئی حق حاصل نہیں ہے---(خطبات' ص ۵۹)

اسی طرح' کلمہ پڑھتے ہی' اللہ کے کلام اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مقابلے میں

آپ کو یہ کہنے کا حق ہی نہ رہا' کہ میری رائے یہ ہے' یا دنیا کا دستور یہ ہے' یا خاندان کا رواج یہ ہے' یا فلاں حضرت یا فلاں بزرگ یہ فرماتے ہیں۔ (خطبات' ص ۵۱)

ایمان کا عملی تقاضا ہے

خدا کے مقابلے میں اپنی آزادی و خود مختاری سے دست بردار ہو جانا--- [خدا] کی بادشاہی و فرماں روائی کے آگے سر تسلیم خم کر دینا"۔ چنانچہ سید مودودیؒ کے نزدیک "جو اپنے معاملات کو اپنے ہاتھ میں رکھے یا خدا کے سوا کسی اور کے سپرد کر دے وہ مسلمان نہیں ہے"۔ (خطبات' ص ۵۰)۔

سید مودودیؒ نے ایمان کا حقیقی مفہوم ہی واضح نہیں کیا' انھوں نے ہر اس بات پر بھی ضرب کاری لگائی جو زندگی کے معاملات میں حاکم بن جاتا ہے' دل میں خدا بن کر بیٹھ جاتا ہے' اور ایمان کو غارت کر دیتا ہے۔

ایمان کا معیار' حب الٰہی

وہ بتاتے ہیں کہ اپنا نفس' خاندان اور معاشرے کا رواج اور چلن' اور دنیا کے لوگ' ان میں سے ہر ایک خدا ہے' اگر اللہ کے ماسوا اس کی اطاعت کی جائے۔ چنانچہ:

جو شخص مسلمان بننا چاہتا ہو' اس کو سب سے پہلے ان تینوں بتوں کو توڑنا چاہیے---۔ ان کی بندگی اصلی شرک ہے۔ آپ نے پتھروں کے بت توڑ دیے'

اینٹ اور چونے سے بنے ہوئے بت خانے ڈھادیے، مگر سینوں میں جو بت خانے بنے ہوئے ہیں، ان کی طرف کم توجہ کی" (خطبات، ص ۹۰)۔ جس کی زندگی کا جو حصہ اور جو فعل خدا کے قانون کے خلاف اور ان تینوں کا مطیع ہو، وہ "اسی قدر کفر میں مبتلا ہے۔ کوئی آدھا کافر ہے، کوئی چوتھائی کافر ہے، کسی میں دسواں حصہ کفر کا ہے اور کسی میں بیسواں (خطبات، ص ۸۲)۔

انھوں نے اس پر شدت کے ساتھ زور دیا کہ وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے، اور حب الٰہی ایمان حقیقی کا اصل معیار۔ ایک مکمل اسلامی زندگی کی عمارت صرف ایسے ایمان پر اٹھ سکتی ہے جب آدمی:

اپنی تمام ان وفاداریوں کو دریا برد کردے جو خدا کی وفاداری کے تابع نہ ہوں، بلکہ اس کے مدمقابل بنی ہوئی ہوں، یا بن سکتی ہوں۔ اپنے دل میں سب سے بلند مقام پر خدا کی محبت کو بٹھائے اور ہر اس بت کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اپنے نہاں خانہ دل سے نکال پھینکے، جو خدا کے مقابلے میں عزیز تر ہونے کا مطالبہ کرتا ہو۔ (اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، طبع نومبر ۱۹۷۸ء، ص ۲۳۸-۲۳۹)

یہی خلاصہ ہے ایمان کی بازیافت کا۔

ایمان و عمل کی رفاقت

۲۔ ایمان کو مرکز زندگی بنانے کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ عمل اس کے تقاضوں کے مطابق ہو، ایمان کے بیج سے پھوٹنے والی زندگی کی ہر شاخ، عمل صالح کے پھلوں، پھولوں اور پتیوں سے لدی ہوئی ہو۔ اسی لیے قرآن مجید نے ایمان اور عمل صالح کا ذکر لازم و ملزوم کے طور پر ساتھ ساتھ کیا۔ بدقسمتی سے، تکفیر کے ابتدائی فتنوں کی وجہ سے، جب ایمان کی قانونی تعریف پر زور دیا گیا، تو ایمان و عمل کے درمیان یہ رشتہ لاینفک ذہنوں

میں مدھم یا مفقود ہو گیا' اور عمل میں انتہائی ضعیف۔ سید مودودیؒ نے دوسرا کام یہ کیا کہ ان دونوں کا تعلق ایک دفعہ پھر استوار کیا۔

مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کیوں ہے؟

وہ یہ سوال بار بار اٹھاتے ہیں' اور ہربار ایک ہی جواب دیتے ہیں: علم اور عمل کی وجہ سے۔ "کافر بھی آدم علیہ السلام کی اولاد ہے اور تم بھی۔ کافر بھی ایسا ہی انسان ہے جیسے تم ہو۔ وہ بھی تمہارے ہی جیسے ہاتھ پاؤں' آنکھ' کان رکھتا ہے--- اسی خدا نے اس کو بھی پیدا کیا ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے--- تمہیں کیوں جنت ملے گی اور وہ کیوں دوزخ میں ڈالا جائے گا؟" اصل فرق نام کا نہیں' لباس کا نہیں' پیدائش کا نہیں' کیونکہ "اللہ تعالیٰ ایسا ظلم تو کبھی نہیں کر سکتا کہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر--- ایک بندے کو جنت میں بھیجے اور دوسرے کو دوزخ میں پہنچا دے"۔ لہٰذا "مسلمان کو کافر سے جدا کرنے والی صرف دو چیزیں ہیں: ایک علم' دوسری عمل" (خطبات' ص ۳۶-۳۷)۔

پھر وہ حقیقی ایمان کے لیے عمل کے ناگزیر ہونے پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں' کیا آپ کو اس پر ہنسی نہ آئے گی جو: "شخص حکیم سے نسخہ لکھوا کر لائے اور اسے کپڑے میں لپیٹ کر گلے میں باندھ لے یا اسے پانی میں گھول کر پی جائے؟" (خطبات' ص ۴۶)۔ کیا آپ اسے پاگل خانے نہ بھجوائیں گے جو "علم طب کی کوئی کتاب لے کر پڑھنے بیٹھ جائے اور یہ خیال کرے کہ محض اس کتاب کو پڑھ لینے سے بیماری دور ہو جائے گی"۔ (خطبات' ص ۴۷)۔ لیکن یہی ساری ستم ظریفیاں مسلمان اللہ کی کتاب کے ساتھ کرتے ہیں۔ اسی طرح "اگر تم زبان سے روئی لحاف' روئی لحاف پکارنا شروع کر دو' تو سردی لگنی بند نہ ہو گی--- اگر تم صبح سے شام تک پانی پانی پکارتے رہو تو پیاس نہ بجھے گی--- بس یہی حال کلمہ طیبہ کا ہے"۔ چنانچہ اگر معنی: "دل میں نہ اتریں' اور ان کے زور سے تمہارے خیالات' تمہارے اخلاق اور تمہارے اعمال نہ بدلیں' تو نرے الفاظ بول دینے سے کچھ بھی اثر نہ ہو گا" (خطبات' ص ۵۴-۵۵)۔

ایچ آر ڈی، آئی ایم اے کویت: نئے جہتیں، نیا سفر

عزیز ساتھیو

فکری آگاہی ہماری دینی و تنظیمی تربیت کا ایک نہایت اہم حصہ ہے۔ موجودہ سمسٹر مکمل طور پر *"فکری آگاہی اور لائحۂ عمل"** کے موضوع کے لیے وقف کیا گیا ہے۔ اس لیے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ مطالعہ، اسائنمنٹس اور دیگر سرگرمیوں میں بھرپور دلچسپی اور ذمہ داری کے ساتھ حصہ لیں، تاکہ ہماری فکری بنیادیں مزید مضبوط ہوں اور ہم اقامتِ دین کی جدوجہد میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔

اسی سمسٹر کے ساتھ ہمارے گروپ کی نئی تشکیل بھی عمل میں آئی ہے۔ ہم تمام نئے اور موجودہ ساتھیوں کو خوش آمدید کہتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ باہمی تعاون، اخلاص اور مسلسل محنت کے ذریعے ہم اس تربیتی سفر کو کامیاب بنائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے، ہمیں صحیح فہمِ دین، استقامت اور خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

داؤد حسن فلاحی

تنظیمی ڈھانچہ (HRD – IMA Kuwait)

Group leaders (Mentors)	HRD - Coordinator	Head - Chief Patron
Br. Fahim Shareef	Br. Dawood Hassan (Coordinator)	Jb. Muhammed Umar Sb (Nazim E ala IMA)
Br. Abul Efham	Br. Syed Aijaz (Sub - Coordinator)	

HRD Groups and team Members

Group - Abu Hurairah(RA)		Group - Abdullah Ibn Mas'ud (RA)
Br. Fahim Shareef (Group Mentor)		Br. Abul Efhan (Group Mentor)
Br. Adnan Tonsy		Br. Tanveer Baig
Br. Asif Ishaq		Br. Irfan Nadvi
Br. Faisal Gulam Karel		Br. Meraj uddin
Br. Imran Jasnayak		Br. Osaid Ahmed
Br. Aleem Khan		Br. Abdul Moiz
Br. Irfan Khan		Br. Altaf
Br. Tanveer		Br. Ehtesham
Br. Muhammed Asim		Br.

فکری آگاہی و لائحۂ عمل کے اس سمسٹر کا شیڈول ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

Course Objectives

To develop a clear understanding of Islam as the true Deen, its ideological foundations, and its distinction from Jahiliyyah and contemporary intellectual trends.

Course Contents

Monthly Schedule

Topic	Duration
Deen-e-Haq (The True Deen)	June 2026
Islam and Islamic Ideology	July 2026
Islam, Jahiliyyah and Modernity	August 2026
Modernism & Postmodernism	August 2026
Concluding Sessions & Activities	End of August 2026

Course Objectives

To strengthen participants' understanding of Islamic thought, the concept of Iqamat-e-Deen, the role of Jamaat-e-Islami, and responses to contemporary objections regarding Islamic movements.

Course Contents

Topic	Duration
Islamic Thought (Fikr-e-Islami)	September 2026
Establishment of Deen (Iqamat-e-Deen)	September – October 2026
Jamaat-e-Islami: Mission and Methodology	October 2026
Objections to Iqamat-e-Deen	November 2026
Concluding Sessions & Activities	End of November 2026

کتاب "دینِ حق" سے اسائنمنٹس

الاسلام اور الدین کیا ہیں؟ .1

What is Al-Islam and Ad-Deen?

نظامِ زندگی کی ضرورت اور قرآن کا دعویٰ کیا ہے؟ .2

What is the necessity of a system of life, and what is the claim of the Qur'an?

کیا انسان خود ایک مکمل نظامِ زندگی بنا سکتا ہے؟ .3

Can man himself devise / invent a complete system of life?

انسان کے بنائے ہوئے نظام کیا ہیں اور ان کا انجام کیا ہوا؟ .4

What are the human-made systems, and what have been their outcomes?

دین کی حقیقت ایک مثالی نظامِ زندگی کے طور پر کیا ہے؟ .5

What is the true nature of Deen as an ideal system of life?

امید کا واحد راستہ کیا ہے، اور اس کے حق میں قرآن کون سے دلائل پیش کرتا ہے؟ .6

What is the only ray of hope, and what arguments does the Qur'an present in its support?

اسائنمنٹس پر ایچ آر ڈی اراکین کے تاثرات و جوابات

الاسلام اور الدین کیا ہیں؟-

جواب

Br. Irfan Kahn از: عرفان خان

HRD Group Abu Hurairah(RA) : ایچ آر ڈی گروپ: ابو ہریرہؓ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دین سے مراد ایک مکمل نظامِ زندگی ہے، جسے انگریزی میں Way of life کہا جاتا ہے-

الدین کا مطلب ہے واحد اور مکمل طرز زندگی، یعنی انسان کی انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی زندگی کے لیے اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ جامع نظام-

اسی طرح اسلام کے لغوی معنی ہیں اپنے آپ کو سپرد کر دینا، جبکہ الاسلام سے مراد اللہ تعالیٰ کے سامنے مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کر دینا، اس کی اطاعت اختیار کرنا اور اپنی خواہشات پر اللہ کی مرضی کو ترجیح دینا ہے-

:اسلام ایک مکمل دین ہے- زندگی کا ہر شعبہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حصہ ہے- دین کے بنیادی شعبے یہ ہیں

سیاسی نظام

معاشی نظام

سماجی نظام

اسلام وہ واحد دین ہے جو انسانی زندگی کے ان تمام شعبوں کے لیے مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے-

:اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ قبول دین صرف اسلام ہے- قرآنِ مجید میں ارشاد ہے

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

(سورۃ آلِ عمران: 19)

"ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

:اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایک مکمل دین قرار دیا ہے اور اسی کو اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

(سورۃ المائدہ: 3)

"ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا۔

لہٰذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی پوری زندگی اسی دین کے مطابق گزاریں۔

:اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتا ہے

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ

(سورۃ یوسف: 40)

"ترجمہ: "حکم اور فیصلہ کرنے کا اختیار صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کو نظر انداز کریں اور اسلام کے مطابق اپنی زندگی نہ گزاریں تو نہ صرف دنیا کی زندگی مشکلات سے دوچار ہوگی بلکہ آخرت میں بھی خسارہ ہمارا مقدر ہوگا۔

:ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ

(سورۃ آلِ عمران: 85)

"ترجمہ: "جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو اختیار کرے گا، اس سے وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دینِ اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اپنی پوری زندگی کو اس کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔ صدق الله العظیم

-

:سوال

نظامِ زندگی کی ضرورت کیا ہے، اور اس بارے میں قرآنِ مجید کا کیا دعویٰ ہے؟

:جواب

Br. Asif Ishaq از: آصف اسحاق

HRD Group Abu Hurairah(RA) : ایچ آر ڈی گروپ: ابو ہریرہؓ

نظامِ زندگی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، کیونکہ انسانی زندگی ایک مکمل اور ناقابلِ تقسیم اکائی ہے۔ اسے مختلف خانوں میں تقسیم کر کے نہیں گزارا جا سکتا۔

اگر ہم کائنات پر غور کریں تو دیکھتے ہیں کہ دریا اپنے بہاؤ کا راستہ خود منتخب نہیں کرتا، درخت اپنی مرضی سے نہیں اگتا، اور جانور اپنی فطری جبلت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ لیکن انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل، شعور اور اختیارِ ارادہ عطا کیا ہے۔ اسی اختیار کی بنا پر انسان کو زندگی کے ہر مرحلے پر فیصلے کرنے پڑتے ہیں، خواہ وہ خاندان کی ذمہ داریاں ہوں، معاشی معاملات، سماجی تعلقات یا ریاستی نظم و نسق۔

انسانی زندگی کے مختلف شعبے ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اخلاق، سیاست، معیشت، معاشرت اور انفرادی کردار ایک دوسرے سے جدا نہیں کیے جا سکتے۔ اس لیے انسان کو ایک ایسے جامع اور ہمہ گیر نظامِ زندگی کی ضرورت ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں صحیح رہنمائی فراہم کرے اور انسان کو انتشار اور بے راہ روی سے محفوظ رکھے۔

قرآنِ مجید یہی دعویٰ پیش کرتا ہے کہ اسلام کوئی علاقائی یا وقتی مذہب نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ وہ واحد اور مکمل نظامِ زندگی ہے جو ہر زمانے اور پوری انسانیت کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ حقیقی کامیابی، امن اور فلاح اسی میں ہے کہ انسان اپنی خواہشات کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور اس کے نازل کردہ نظام کی پیروی کرے۔

:قرآن کا دعویٰ

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

(سورۃ آلِ عمران: 19)

"ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک قابلِ قبول دین (نظامِ زندگی) صرف اسلام ہے۔

:سوال

بطورِ مثالی نظامِ زندگی "الدین" کی حقیقی خصوصیات کیا ہیں؟

:جواب

Br. Muhammed Asim از: محمد عاصم

HRD Group Abu Hurairah(RA) : ایچ آر ڈی گروپ: ابو ہریرہؓ

:ایک مثالی نظامِ زندگی (الدین) میں درج ذیل بنیادی خصوصیات ہونی چاہئیں

۔ ابدی اور آفاقی اصول1

الدین ایسے ابدی اور عالمگیر اصول فراہم کرتا ہے جو ہر زمانے، ہر جگہ اور ہر حالت میں انسان کی صحیح رہنمائی کریں۔ یہ اصول انسان کو درست فکر، صحیح عمل اور متوازن ترقی کی راہ دکھاتے ہیں، تاکہ وہ ناکام نظریات اور بے نتیجہ تجربات میں اپنی صلاحیتیں اور وقت ضائع نہ کرے۔

۔ انسانی زندگی کا واضح مقصد2

الدین انسان کی زندگی کا ایسا مقصد متعین کرتا ہے جو ذاتی خواہشات سے بالاتر ہو اور انسان کی تخلیق کے حقیقی مقصد سے ہم آہنگ ہو۔ یہ مقصد ہر فرد، ہر جماعت اور پوری انسانیت کے لیے یکساں قابلِ قبول ہو اور ہر زمانے اور ہر مقام پر باہمی ہم آہنگی، امن اور تعاون کو فروغ دے۔

۔ جامع اخلاقی اصول3

الدین ایسے مضبوط اور جامع اخلاقی اصول پیش کرتا ہے جو انسانی فطرت کے مطابق ہوں اور زندگی کے ہر نظری اور عملی پہلو پر یکساں طور پر قابلِ عمل ہوں۔ انہی اصولوں کی بنیاد پر انسان اپنا کردار تعمیر کرتا ہے اور زندگی کے ہر مرحلے میں پیش آنے والے مسائل کا حل تلاش کرتا ہے، تاکہ وہ بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ اپنے اخلاقی معیار تبدیل کرنے اور موقع پرستی کا شکار ہونے سے محفوظ رہے۔

۔ متوازن سماجی نظام4

الدین معاشرتی زندگی کے ایسے جامع، متوازن اور قابلِ تطبیق اصول عطا کرتا ہے جو انسانی فطرت اور ضروریات کے عین مطابق ہوں اور افراط و تفریط سے پاک ہوں۔ یہ اصول پوری انسانیت کے اجتماعی مفاد کا تحفظ کرتے ہیں، معاشرے کی مثبت تعمیر اور ترقی کی راہ ہموار کرتے ہیں، اور فرد کو ذاتی کردار، معاشرتی رویّوں اور

اجتماعی جدوجہد میں درست سمت پر قائم رکھتے ہیں۔ اسی مقصد کے لیے دین واضح حدود و قیود مقرر کرتا ہے، جو سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہوئے ہر موڑ پر انسان کو صحیح اور غلط راستے کی پہچان کراتے ہیں۔

5۔ قابلِ عمل اور دائمی قوانین

الدین ایسے عملی ضوابط اور قوانین فراہم کرتا ہے جو اپنی فطرت کے اعتبار سے ابدی، عالمگیر اور ہر دور میں قابلِ عمل ہوں۔ یہ قوانین انسان کی زندگی کو اس کے حقیقی مقصد، انجامِ حیات، اخلاقی اقدار اور سماجی حدود سے مربوط رکھتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے ایک کامل نظامِ زندگی کے طور پر مقرر فرمائی ہیں۔

ان تمام خصوصیات کی بنا پر الدین (اسلام) ایک ایسا کامل، متوازن اور جامع نظامِ زندگی ہے جو انسان کی انفرادی، اجتماعی، اخلاقی، معاشی، سماجی اور سیاسی زندگی کے ہر شعبے میں صحیح رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

سوال 6: امید کا واحد راستہ کیا ہے، اور قرآن اس کے کیا دلائل پیش کرتا ہے؟

جواب:

احتشام صدیقی Br. Ehtesham Siddiqui

HRD Group : Abdullah Ibn Mas'Ud(RA)

امید کا واحد راستہ صرف اور صرف اللہ کا راستہ ہے۔ اللہ نے انسان کو صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ زندگی گزارنے کا طریقہ بھی بتا دیا۔

اللہ نے تمام موجوداتِ عالم کو راستہ دکھایا۔ قرآن میں سورۃ طٰہٰ آیت 50 میں اللہ فرماتا ہے:

_"قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ"_

ترجمہ: "موسیٰ نے کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی صورت عطا کی پھر اسے راستہ دکھایا"۔

اب یہ ہمارا فیصلہ ہے کہ ہم اس واحد راستے کو چنیں یا تاریکی میں بھٹکتے رہیں۔

قرآن نے مختلف مقامات پر اس کی دلیلیں پیش کی ہیں:

1. سورۃ آل عمران 3:83

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ

ترجمہ: "تو کیا یہ اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے خوشی سے یا مجبوری سے اسی کے تابع ہے، اور اسی کی *
"طرف سب لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں صاف بتا رہے ہیں کہ یہ ساری کائنات اللہ کے سامنے جھکی ہوئی ہے، اور اسی کی بندگی کر رہی ہے، اور اسی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔ جب پیدائش ہمارے ہاتھ میں نہیں، موت ہمارے ہاتھ میں نہیں تو یہ زندگی بھلا ہماری مرضی سے کیسے گزاری جا سکتی ہے؟

سورۃ الاعراف 2. 7:54

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا

ترجمہ: * "بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر عرش پر قائم ہوا۔ وہ رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے جو اس کے *
"پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔

یہاں اللہ کائنات کی تخلیق کا حوالہ دے کر بتا رہا ہے کہ وہی اللہ ہے جس نے تخلیق کی اور اسی کا "امر" یعنی حکم چلے گا۔ نظام بھی وہی چلائے گا۔ مخلوق اپنے ذہن اور مرضی سے یہ نظام چلا بھی نہیں سکتی کیونکہ وہ اس کا پیدا کرنے والا نہیں ہے۔

سورۃ البقرہ 3. 2:255

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

ترجمہ: "اللہ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ہے، قائم رکھنے والا ہے۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے
"ہے۔

ان آیات میں اللہ صاف واضح کرتا ہے کہ اللہ ہی "علیم" ہے، وہ جو انسان کے سامنے نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والی چیزوں کا علم رکھتا ہے۔ دنیا میں بھی ہم جو کچھ جانتے ہیں اس کا علم اللہ نے ہمیں عطا کیا، اس کے فضل سے ہی ہم علم حاصل کر پائے۔ لہذا جو سب کچھ جانتا ہو وہی رہبر اور حاکم ہوگا۔

سورۃ المائدہ 4. 5:45

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

"ترجمہ: * "اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ *

آخر میں یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر ان تمام دلیلوں کے باوجود کوئی اللہ کی اطاعت نہ کرے، اس کی فرمانبرداری نہ کرے تو وہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے۔ اور ظالموں کا انجام بھی آخرت میں بڑا دردناک ہوتا ہے۔

:نتیجہ

ان تمام باتوں سے یہ سمجھ آتا ہے کہ ہم کو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔ اور اس کی دی ہوئی زندگی کو اس کے بتائے طریقے پر گزارنا ہوگی۔ ہماری جان و مال اللہ کی امانت ہیں، ہمیں اس کے راستے میں اسے لگانا چاہیے۔

ہمیں چاہیے کہ ہماری زندگی کا ہر فیصلہ، شادی بیاہ، کاروبار، رشتہ داریاں، دوستیاں، دشمنیاں، صرف اللہ کی حدود میں رہ کر کریں۔

نہ صرف یہ بلکہ، خاندان، معاشرہ، تعلیم، ادارے، اور سارا نظامِ مملکت بھی اللہ کے بتائے طریقے پر قائم کریں۔

یعنی ایک جملے میں کہیں تو "اقامتِ دین" کا کام کرنے میں ہماری زندگی کھپا دیں۔ اور یہ صرف اللہ کی رضا کے لیے کریں۔

جزاک اللہ خیر

:سوال

انسان کے بنائے ہوئے نظام کیا ہیں، اور ان کے نتائج کیا ہیں؟

:جواب

Br. Faisal Gulam Karel از: فیصل کریل

HRD Group Abu Hurairah(RA) ایچ آر ڈی گروپ: ابو ہریرہؓ :"

:انسان کے بنائے ہوئے نظام بنیادی طور پر درج ذیل ذرائع پر قائم ہوتے ہیں

۔ انسانی خواہشات 1

انسانی خواہشات انسان کو عمل پر آمادہ کرتی ہیں، لیکن ان کی فطرت عموماً فوری لذت اور ذاتی مفاد کی طرف مائل ہوتی ہے۔ یہی خواہشات اکثر انسان کو حق اور عدل کے راستے سے دور کر دیتی ہیں۔

۔ انسانی عقل2

عقل اپنی صلاحیت کے باوجود محدود ہے۔ وہ صرف اسی معلومات کی بنیاد پر فیصلہ کرتی ہے جو اسے حاصل ہوتی ہیں۔ اگر معلومات نامکمل ہوں تو نتائج بھی نامکمل ہوں گے۔ مزید یہ کہ انسانی عقل جذبات، تعصبات اور ذاتی مفادات سے بھی متاثر ہوتی ہے، اسی لیے مختلف افراد ایک ہی مسئلے پر مختلف نتائج تک پہنچتے ہیں۔

۔ سائنس3

:سائنس کائنات اور مادی حقائق کو سمجھنے کا مؤثر ذریعہ ہے، لیکن وہ زندگی کے بنیادی سوالات کا جواب نہیں دے سکتی، مثلاً

ہم کیوں پیدا کیے گئے ہیں؟

صحیح اور غلط کا حقیقی معیار کیا ہے؟

انسانی زندگی کا آخری مقصد کیا ہے؟

۔ تاریخ4

تاریخ ماضی کے واقعات کو محفوظ کرتی ہے، لیکن مختلف لوگ ان کی مختلف تشریحات کرتے ہیں۔ اس لیے تاریخ ہر دور کے لیے مستقل اور کامل اخلاقی رہنمائی فراہم نہیں کر سکتی۔

ان تمام حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ انسان اپنی محدود صلاحیتوں کی بنیاد پر ایک کامل اور جامع دین (نظامِ زندگی) تشکیل نہیں دے سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ، جو ہر چیز کا مکمل علم رکھنے والا ہے، انسانیت کے لیے کامل ہدایت نازل کر سکتا ہے۔

انسانی نظاموں کے نتائج

:انسانی فکر پر مبنی نظام آخرکار دو ممکنہ صورتوں کی طرف لے جاتے ہیں

پہلی صورت: اگر خدا موجود نہ ہو

کا نظریہ سامنے آتا ہے۔ اس صورت میں انسانی زندگی کا کوئی آخری مقصد، کوئی حتمی اخلاقی معیار اور کوئی کامل رہنمائی (Atheism) اگر خدا کا وجود نہ ہو تو الحاد باقی نہیں رہتی۔ انسان ایک ایسے مسافر کی مانند ہو جاتا ہے جو نہ اپنی منزل جانتا ہو، نہ اس کے پاس نقشہ ہو اور نہ کوئی رہنما۔ ایسی زندگی بالآخر مایوسی اور بے مقصدیت کا شکار ہو جاتی ہے۔

دوسری صورت: اگر خدا موجود ہو لیکن رہنمائی نہ دے

اگر اللہ تعالیٰ موجود ہو مگر انسانوں کے لیے کوئی ہدایت نازل نہ کرے تو یہ اس کی حکمت اور رحمت کے خلاف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو رزق اور زندگی کی ضروریات فراہم کرتا ہے، تو انسان کو، جسے جسمانی غذا سے بڑھ کر فکری اور اخلاقی رہنمائی کی ضرورت ہے، وہ ہدایت سے کیسے محروم چھوڑ سکتا ہے؟

لہٰذا عقل کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے اپنی وحی نازل کی ہو۔

حاصلِ کلام

انسان کو اپنی زندگی کے لیے ہدایت کی ضرورت ہے۔

انسانی خواہشات، عقل، سائنس اور تاریخ مل کر بھی کامل رہنمائی فراہم نہیں کر سکتے۔

اگر خدا موجود نہ ہو تو زندگی کا کوئی حتمی مقصد باقی نہیں رہتا۔

اگر خدا موجود ہو مگر ہدایت نہ دے تو یہ اس کی حکمت اور رحمت کے منافی ہوگا۔

اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لیے ہدایت نازل کی ہو۔

قرآنِ مجید ہی وہ الٰہی ہدایت ہے جو انسان کو صحیح، کامل اور دائمی نظامِ زندگی عطا کرتا ہے۔

کتاب "دینِ حق" کا خلاصہ Summary

Br. Fahim Shareef از: فہیم شفیع

Group Mentor : HRD Abu Hurairah(RA) ایچ آر ڈی گروپ: ابو ہریرہؓ

دینِ حق ایک مختصر مگر جامع اسلامی کتابچہ ہے، جس میں قرآنِ مجید کے تصورِ دین کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ اسلام محض چند عبادات یا مذہبی رسومات کا نام نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک مکمل اور جامع نظامِ زندگی ہے، جو انسانی زندگی کے ہر شعبے کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

۔ دین کا مفہوم 1

۔ موجودہ دور میں مذہب کو عموماً ذاتی عقائد، عبادات اور روحانی معاملات تک محدود کتاب کے آغاز میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ عربی لفظ ''دین'' کا مفہوم انگریزی لفظ

Religion

سمجھا جاتا ہے، جبکہ قرآن کے مطابق دین میں عقیدہ، عبادات، اخلاق، قانون، عدل، معاشرت، معیشت، سیاست اور انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام شعبے شامل ہیں۔ اسی لیے اسلام ایک مکمل نظامِ زندگی ہے۔

2۔ اسلام کا حقیقی مفہوم

اسلام کے لغوی معنی ہیں اطاعت، فرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کے سامنے مکمل سرِ تسلیم خم کر دینا۔ ایک مسلمان وہ ہے جو زندگی کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو دل سے قبول کرے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اسلام کے اہم ارکان ہیں، مگر اسلام صرف انہی عبادات کا نام نہیں، بلکہ پوری زندگی کو اللہ کی ہدایت کے مطابق گزارنے کا نام ہے۔

3۔ انسان کو وحی کی ضرورت کیوں؟

اگرچہ انسان کو عقل عطا کی گئی ہے، لیکن اس کا علم، تجربہ اور فہم محدود ہے۔ اسی محدودیت کی وجہ سے انسان اخلاق، انصاف اور قوانین کے بارے میں اختلافات کا شکار رہتا ہے اور مختلف نظریات وقت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ اس لیے انسان کو ایسی کامل رہنمائی کی ضرورت ہے جو صرف اس کے خالق ہی عطا کر سکتا ہے۔ قرآنِ مجید اسی کامل الٰہی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

4۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو کبھی بے راہ نہیں چھوڑا، بلکہ ہر قوم کی ہدایت کے لیے انبیاء و رسل بھیجے۔ ان کا مقصد لوگوں کو اللہ کی معرفت دینا، حق و باطل میں فرق واضح کرنا، عدل قائم کرنا اور صحیح طرزِ زندگی سکھانا تھا۔ تمام انبیاء کا بنیادی پیغام ایک ہی تھا: صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کی اطاعت اختیار کرو۔

5۔ تمام انبیاء کا ایک ہی دین

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء نے ایک ہی بنیادی دین کی دعوت دی۔ اگرچہ مختلف ادوار میں بعض عملی احکام میں فرق رہا، لیکن توحید، اطاعتِ الٰہی، اعلیٰ اخلاق اور آخرت کی جواب دہی جیسے بنیادی عقائد ہمیشہ یکساں رہے۔ اسلام اسی ابدی پیغام کی تکمیل ہے۔

6۔ اسلام: ایک جامع نظامِ زندگی

اسلام زندگی کے ہر شعبے کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ خاندانی زندگی، تجارت، حکومت، عدل، تعلیم، اخلاق، معاشرت اور بین الاقوامی تعلقات—ہر میدان میں اسلام واضح اصول پیش کرتا ہے۔ اس لیے دین کو صرف مسجد یا عبادات تک محدود کرنا قرآن کے تصورِ دین کے خلاف ہے۔

۔ انسانی نظریات کی کمزوریاں7

کتاب میں انسانی ساختہ نظاموں کا تقابل الٰہی ہدایت سے کیا گیا ہے۔ انسانی نظریات محدود علم، ذاتی مفادات اور بدلتے ہوئے حالات سے متاثر ہوتے ہیں، اس لیے وہ بار بار تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور اکثر ناانصافی کو جنم دیتے ہیں۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کا علم کامل، اس کی ہدایت خطا سے پاک اور ہر زمانے کے لیے یکساں مفید ہے۔

۔ حاکمیت صرف اللہ کی8

اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ حاکمیتِ اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ چونکہ انسان کا خالق اللہ ہے، اس لیے صحیح و غلط، حلال و حرام اور عدل و ظلم کا فیصلہ کرنے کا حقیقی اختیار بھی صرف اسی کو حاصل ہے۔ کامل ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ زندگی کے ہر معاملے میں اللہ کے احکام کو سب سے بالا تسلیم کیا جائے۔

۔ انسانی زندگی کا مقصد9

انسان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا۔ دنیا کی زندگی ایک امتحان ہے، جہاں انسان کو اللہ کی اطاعت اختیار کر کے آخرت کی کامیابی حاصل کرنی ہے۔ ہر عمل اور ہر فیصلہ انسان کے ابدی انجام پر اثر انداز ہوتا ہے۔

۔ آخرت میں جواب دہی10

اسلام قیامت، حساب و کتاب، جزا و سزا پر ایمان کو بنیادی عقیدہ قرار دیتا ہے۔ ہر انسان کو اپنے عقائد، اعمال، نیتوں اور دوسروں کے ساتھ اپنے رویّے کا جواب اللہ تعالیٰ کے سامنے دینا ہوگا۔ یہی تصور انسان کو اخلاقی ذمہ داری اور عدل کی راہ پر قائم رکھتا ہے۔

۔ اسلام کا عملی تقاضا11

اسلام کا اثر صرف عبادات میں نہیں بلکہ روزمرہ زندگی میں بھی نمایاں ہونا چاہیے۔ ایک مسلمان کی زندگی دیانت، انصاف، امانت، رحم دلی، حسنِ اخلاق، دیانت دار تجارت، حقوق العباد کی ادائیگی اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا عملی نمونہ ہونی چاہیے۔

۔ کتاب کا پیغام12

کتاب کے اختتام پر مصنف قارئین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ قرآنِ مجید کا خلوصِ دل سے مطالعہ کریں، اسلام کو ثقافتی روایات کے بجائے اس کے اصل ماخذ سے سمجھیں، رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اپنی زندگی کا نمونہ بنائیں اور اسلام کو ایک مکمل نظامِ زندگی کے طور پر اختیار کریں تاکہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی p حاصل ہو۔

حاصلِ کلام

:کتاب "دینِ حق" کا مرکزی پیغام یہ ہے کہ

دین محض ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل نظامِ زندگی ہے۔

اسلام کا مطلب اللہ تعالیٰ کے سامنے مکمل اطاعت اختیار کرنا ہے۔

انسانی عقل اور تجربہ کامل رہنمائی فراہم نہیں کر سکتے، اس لیے وحیِ الٰہی ناگزیر ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام نے ایک ہی دین کی دعوت دی۔

قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ انسانیت کے لیے آخری اور مکمل ہدایت ہیں۔

قانون سازی اور حاکمیت کا حقیقی اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

دنیا کی زندگی امتحان ہے اور آخرت میں ہر انسان کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

حقیقی امن، عدل اور کامیابی صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب انسان اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نظامِ ہدایت کے مطابق گزارے۔

یہ کتاب اسلام کو محض عبادات تک محدود نہیں کرتی بلکہ اسے ایک جامع فکری، اخلاقی، سماجی اور عملی نظامِ زندگی کے طور پر پیش کرتی ہے، جو ہر دور اور ہر معاشرے کے لیے قابلِ عمل اور باعثِ فلاح ہے۔

Road map اختتامی کلمات

آخر میں بارگاہِ الٰہی میں دستِ دعا ہیں کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہماری اس معمولی سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اس میں شامل تمام تحریروں، کوششوں اور خدمات کو اپنی رضا کا ذریعہ بنائے، اور اس مجلے کی تیاری میں شریک تمام رفقاء کو اخلاصِ نیت، وسعتِ علم، فکری بصیرت، مزید صلاحیتوں، استقامت اور خدمتِ دین کی بہترین توفیق عطا فرمائے۔

ہمیں امید ہے کہ یہ خصوصی شمارہ آپ کی علمی و فکری تربیت میں معاون ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ آئندہ شماروں میں بھی آپ کی قیمتی آراء، تجاویز، علمی تحریروں اور بھرپور عملی شرکت کے منتظر رہیں گے، کیونکہ اسی اجتماعی تعاون سے یہ سفر مزید مضبوط اور مؤثر بنتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علم میں برکت اور اضافہ عطا فرمائے، ہمیں علمِ نافع اور عملِ صالح کی توفیق دے، ہمارے دلوں کو دین کی صحیح سمجھ سے منور فرمائے، اور ہمیں اپنے دین کی اقامت، اشاعت اور غلبے کی جدوجہد میں بھرپور کردار ادا کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

والسلام

سید اعجاز احمد